عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی شرعی و تاریخی حیثیت

مولانا محمد یحیی گوندلوی صاحب

جتنے سماوی دین آج دنیا میں موجود ہیں ان میں سے ہر ایک میں ایک مدت گزر جانے کے بعد تغیر واقع ہوا کہ جو بالآخر اس دین کا جزو بن کے رہ گیا۔ یہودیت و نصرانیت کو اسکی اصلی صورت سے مسخ کرکے آراء الرجال واحداث کا ملغوبہ بنادیا گیا نزول قرآن کے وقت یہ دونوں ہی دین اپنی اصلیت کھو چکے تھے جسکی قرآن کریم نے متعدد مقامات پر وضاحت کی ہے ایسا کیوں ہوا؟ یہ سب دین میں بدعات کو داخل کرنے کا نتیجہ تھا جب اسلام پھیلا اور مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونے لگا تو یہود و نصاریٰ کا اپنے اپنے دین کے بارہ میں جو رویہ اور کردار تھا وہ رسول اللہؐ کے پیش نظر تھا جسکی بنا پر آپؐ نے اپنی امت کو احداث فی الدین سے خوب خوف دلایا اور بدعات سے اجتناب کا حکم دیا اور ایسے امر کو مردود قرار دیکر یہ وعید سنائی کہ "کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار" (نسائی ص ۱۸۸ ج ۱) کہ احداث فی الدین یعنی ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جنہم میں لے جائے گی

آپؐ کی مذکورہ وعید ہر لمحہ صحابہ کرامؓ کے مدنظر رہتی تھی اس لئے وہ قطعاً ایسا فعل کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے تھے جس کے بارہ میں احداث فی الدین کا ادنی سا شائبہ بھی ہوتا اس لئے صحابہ کرامؓ کا عہد عموی بدعات سے مبراء تھا اگر حرمین شریفین سے دور کہیں کسی علاقہ میں صحابہؓ کے دور میں کسی قسم کی بدعت کا ظہور ہوا تو علم ہو جانے پر صحابہ کرامؓ نے اسکی سخت تردید کی اور بدعت پھیلانے والے سے قطع تعلق کیا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے معبد الجہنی سے برأت کا اظہار کیا تھا کیونکہ اس نے مسئلہ تقدیر میں "ان الامر آنف" کی بدعت نکالی تھی (مسلم ص ۲۷ ج ۱)

اسی طرح ابن عمرؓ کسی مسجد میں نماز پڑھنے کی غرض سے گئے تو مؤذن تثویب (نماز نماز) کہنے لگا حالانکہ پہلے اذان ہو چکی تھی تو ابن عمرؓ اپنے شاگرد مجاہد کو کہنے لگے: "اخرج بنا من عند هذا المبتدع ولم يصل فيه" (ترمذی ص ۲۸ ج ۱) ہمیں اس بدعتی کے پاس سے باہر لے چلو اور اس جگہ آپؓ نے نماز نہ پڑھی۔

ان دونوں واقعات سے واضح ہو جاتا ہے صحابہ کرامؓ دین میں نہ اعتقادی بدعت کو جائز سمجھتے تھے اور نہ عملی بدعت کو۔

مگر صحابہ کرامؓ کے دور مسعود کے بعد بعض بدعات کا شیوع اور ظہور ہونے لگا مگر ان بدعات کو روکنے والے موجود تھے اس لئے اس دور کی اکثر بدعات اعتقادی ہیں ۔ عملی بدعات خصوصاً حرمین میں ان کا کوئی وجود نہیں تھا کیونکہ ابھی ان علاقوں میں اسلام کی صحیح تعلیم سے بہرہ ور حضرات موجود تھے جو امت کے بہترین لوگ تھے حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا : " خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم " (بخاری ص ۵۱۵ ۔ج ۱) بہترین لوگ ہمارے زمانے کے ہیں۔ پھر وہ ہیں جو ان کے قریب ہیں۔ اور پھر وہ ہیں جو ان کے قریب ہیں۔ ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں :

" تم میرے صحابہؓ کی عزت کرو بلاشبہ یہ تمہارے بہترین لوگ ہیں ۔ پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے ۔ پھر وہ جو ان کے قریب ہوں گے۔ پھر ان میں جھوٹ پھیل جائے گا" (ترمذی ص ۳۹ ج ۲)

خیر القرون کا زمانہ گزرتے ہی اسلام میں بدعات کی سر عام اشاعت شروع ہو گئی مامون الرشید نے جب معتزلہ کا مذہب اختیار کیا تو اہل بدعت میں اپنے مشن کے بڑھانے کی بڑی جرأت پیدا ہوئی ۔ حتی کہ سنت کے محافظین اور بدعات کے مؤیدین مستقل دو گروہوں میں آمنے سامنے صف آراء ہو گئے ۔ اہل بدعت کو سرکاری اشیرباد حاصل تھی اس لئے وہ ہر قسم کے خوف اور خطرہ سے بے نیاز ہو کر بدعات کی اشاعت میں کمربستہ ہوئے اور بلا روک ٹوک بدعات کی تشہیر ہونے لگی۔

میلاد النبیؐ کی حیثیت

اس میں تو کسی صاحب کو شک نہیں کہ مروجہ جشن عید میلاد خیر القرون کے کئی قرون بعد کی ایجاد ہے جس کا ثبوت نہ صحابہ کرامؓ سے ملتا ہے اور نہ تابعین عظام سے ۔ معتزلہ جہمیہ اور کرامیہ مرجئیہ نے سنگین قسم کی بدعات ایجاد کیں مگر جشن میلاد کی بدعت وہ بھی ایجاد نہ کر سکے اسکے بدعت ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ دور صحابہؓ سے تقریباً پانچ سو سال بعد ایجاد ہوئی ایسا مشروع امر جو اسلامیات کے ساتھ تعلق رکھتا ہو مگر اس کا ثبوت رسول اللہؐ اور اصحاب رضوان اللہ سے نہ ملتا ہو وہ درست نہیں ہوتا ۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ فرماتے ہیں کہ جو عبادت صحابہ کرامؓ نے نہیں کی اسے تم مت کرو پہلے لوگوں نے بعد والوں کے لئے نئی بات کی گنجائش باقی نہیں رہنے دی (ابو داؤد منقول الاعتصام للشاطبی) یہی وجہ ہے کہ امام مالکؒ فرماتے ہیں : "فمن لم یکن یومئذ دینا فلا یکون الیوم دیناً " (الاعتصام للشاطبی ص ۲۸ ج ۱) جو چیز صحابہؓ کے دور میں دین میں داخل نہ تھی وہ آج بھی دین نہیں ہے ۔

اس حد تک تو یہ امر مسلم ہے کہ جشن میلاد کی تقریبات کا آغاز اربل (ارض عراق کا علاقہ) کے بادشاہ مظفر الدین ابو سعید الکوکبری نے ساتویں صدی ہجری میں کیا۔ ابو سعید کا دور زمانہ نبوت سے چھ صدیوں تاخیر کا ہے۔ ان چھ سو سال کے

طویل عرصہ میں عالم اسلام میں کبھی جشن میلاد کا انعقاد نہ ہوا جس سے اس جشن کے بدعت ہونے کے بارہ میں کبھی دو آراء نہیں ہو سکتیں مگر جو سنت کی بجائے بدعات کے رسیا ہوں وہ بھلا بدعت کو بدعت کیسے تسلیم کرتے ہیں۔

بلا شبہ خیر القرون کے مسلمانوں میں سے کوئی ایک بھی میلاد کے جشن کی بدعت کا مرتکب نہیں ہوا تھا اور نہ ہی کبھی کسی نے آپؐ کے یوم ولادت کو کوئی مذہبی حیثیت دی۔ اس کے آغاز کا اہم سبب ایک بادشاہ کی مسرفانہ روش تھی جس نے اپنی فیاضی کی آڑ میں اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا مگر تاریخ اس پر خاموش ہے کہ ابو سعید کی وفات کے بعد بھی اس بدعت کا انعقاد عمل میں آتا رہا ہو البتہ بعض صوفیہ حضرات جنہوں نے دین کو خرافات سے بھر دیا تھا ان کی خانقاہوں کی حد تک کسی نہ کسی صورت میں اس بدعت کا احیاء باقی رہا اور وہ بھی زیادہ سے زیادہ کسی خاص محفل کی صورت میں جس میں ائمہ اسلام جو بدعات سے دور تھے کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں تھا جس کی رو سے کئی قرن گزر جانے کے باوجود عوام میں اس بدعت کا نفوذ نہ ہو سکا۔

اسباب و محرکات

اور جس سبب اس بدعت کو عوام میں پھیلنے کا موقع میسر آیا اسکا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ غیر مسلم عیسائیوں کی نقل یا ضد ہی سے ہے وہ ایسے کہ جب انگریز نے برصغیر میں اپنے پاؤں پوری طرح جمالئے تو اس نے ۲۵ دسمبر کو مسیح کا دن منانا شروع کیا جس کا سرکاری طور پر پورا اہتمام ہوتا اور اس دن پورے ملک میں چھٹی ہوتی جس سے بعض بدعتی قسم کے مولویوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر عیسائی اپنے نبی کا یوم ولادت منا سکتے ہیں تو ہمیں بھی اپنے نبیؐ کا یوم ولادت منانا چاہیے جس کی تفصیل روزنامہ کوہستان لاہور ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ اور روزنامہ مشرق لاہور ۲۶ جولائی ۱۹۸۴ میں موجود ہے۔

اول الذکر اخبار لکھتا ہے لاہور میں عید میلاد النبیؐ کا جلوس سب سے پہلے ۵ جولائی ۱۹۳۳ مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کو نکلا اس کے لئے انگریز حکومت سے باقاعدہ لائسنس حاصل کیا گیا۔

جبکہ روزنامہ مشرق نے تفصیل مہیا کی ہے۔ آزادی سے پیشتر ہندوستان میں حکومت برطانیہ ۲۵ دسمبر کو حضرت عیسیٰؑ کے یوم پیدائش کو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منانے کا انتظام کرتی اور اس دن کی فوقیت کو دوبالا کرنے کے لئے اس دن کو بڑے دن کے نام سے موسوم کیا گیا مقصد یہ تھا کہ ثابت کیا جائے کہ حضرت مسیحؑ ہی نجات دہندہ ہیں۔ حضور پاکؐ ۱۲ ربیع الاول کو اس دنیا میں تشریف لائے اور اسی روز وفات پائی کچھ لوگ اس مقدس یوم کو بارہ وفات کے نام سے پکارتے تھے آزادی سے پیشتر اس یوم کے تقدس کے پیش نظر مسلمانان لاہور نے جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا۔ جب اس جلوس کا آغاز ہوا تو یہ وفات النبیؐ کے نام سے تھا لیکن کچھ عرصہ بعد میلادی مولویوں نے اس نام کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے کہ نبی کی وفات پر خوشی نہیں کرنی چاہیے میلاد النبیؐ کا نام دیا ہے چنانچہ مذکورہ اخبار لکھتا ہے اس سے پیشتر یہ یوم بارہ وفات کے نام سے منسوب تھا مگر بعد میں انجمن

نعمانیہ ٹکسالی گیٹ کے زیر اہتمام پیر جماعت علی شاہ۔ مولانا محمد بخش مسلم نور بخش توکلی اور دیگر علماء نے ایک قرارداد کے ذریعہ اسے میلاد النبیؐ کا نام دیا ۔

۱۲ ربیع الاول یوم ولادت نہیں

اس میں تو شک نہیں کہ آپ سوموار کے دن پیدا ہوئے اس لئے کہ اس دن میں پیدا ہونے کی وضاحت خود آپؐ نے فرما دی ہے کہ میں یوم الاثنین (سوموار) کو پیدا ہوا ہوں (مسلم ص ۳۶۸ ج ۲) حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس پر تمام کا اجماع ہے کہ آپؐ عام الفیل (ابرھہ کا بیت اللہ پر حملہ کے سال) میں پیدا ہوئے۔ اور فرماتے ہیں اس میں اختلاف بھی نہیں کہ آپؐ سوموار کے روز پیدا ہوئے اور جمہور کا فیصلہ ہے کہ آپؐ کی ولادت مقدسہ ربیع الاول میں ہوئی (البدایہ ص ۲۶۱ ج ۲)

محقق ائمہ عظام نے عام الفیل میں ربیع الاول میں سوموار کے دن کا حساب لگایا ہے اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ سوموار کا دن ۱۲ تاریخ سے مطابقت نہیں رکھتا ۔ علامہ قاضی سلیمان منصور پوریؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نبیؐ بہار میں دوشنبہ کے دن ۹ ربیع الاول عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء مطابق یکم جیٹھ ۶۲۸ بکرمی کو مکہ مکرمہ میں بعد از صبح صادق قبل از طلوع نیر عالم تاب پیدا ہوئے۔ مزید فرماتے ہیں۔ تاریخ ولادت میں مؤرخین نے اختلاف کیا ہے ۔ طبری و ابن خلدون نے ۱۲ تاریخ اور ابو الفداء نے ۱۰ لکھی ہے مگر سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ کا دن ۹ ربیع الاول کے سوا اور کسی تاریخ سے مطابقت نہیں کھاتا اس لئے ۹ ربیع الاول ہی صحیح ہے ۔ تاریخ دول العرب والاسلام میں محمد طلعت عرب نے ۹ تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔ (رحمۃ للعالمین ص ۴۰ ج ۱)

اس تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول آپ کا یوم ولادت نہیں ہے ۔ لہذا تاریخ کے اعتبار سے بھی اس دن یوم میلاد کا "جشن" منانا غلط ہے۔

ولادت یا بعثت

رسول کریمؐ کی جب ولادت باسعادت ہوئی تو آپؐ کی حیثیت عام بچے کی سی تھی تو جب آپؐ نبوت سے فیض یاب ہوئے تو اس وقت آپؐ کی حیثیت رسول اللہ اور رحمت للعٰلمین کی سی ہے یہی وہ آپکی حیثیت ہے جس سے آپ تمام مخلوق سے ممتاز ہیں اور اسی حیثیت کو ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بارہا دفعہ ذکر فرمایا ہے بلکہ آپؐ کی بعثت کو تمام مسلمانوں پر احسان قرار دیا : (لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم) (آل عمران: ۱۶۴) البتہ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں پر احسان کیا جب ان میں ان کے ہی نفسوں سے رسول مبعوث فرمایا اس لئے ایمانداروں کے لئے آپؐ کی

بعثت کو ملحوظ رکھنا ہر ایک عمل سے مقدم ہے مگر یہ تو واضح ہے کہ یوم بعثت کو کوئی ایک بھی نہیں مناتا آخر کیوں؟ تو ہماری طرف سے جواب ہے کہ خود حضور اکرم ﷺ نے بعثت کا دن نہیں منایا۔

عید بلا احکام

پاک و ہند میں جب اس جشن کی بنیاد رکھی گئی تو اسے کوئی بھی عید کا نام نہیں دیتا تھا بلکہ "بارہ وفات" کے نام سے پکارا جاتا تھا قیام پاکستان کے بعد مولویوں نے اپنی مرضی سے اسے یوم میلاد کا نام دیا۔ پھر اس نام نے مزید ترقی کی کہ اس نام کے ساتھ عید کے لفظ کے ساتھ اضافہ کیا گیا بالخصوص ضیاء الحق کے دور میں اس نے اپنے تحفظات کی خاطر سرکاری طور پر عید کے لفظ کا لاحقہ اور اضافہ کی اجازت دی ورنہ اس سے قبل یہ سرکاری تقریبات میں صرف میلاد کے نام سے ہی موسوم تھا۔

ہم کہتے ہیں کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں ان دونوں عیدوں کے احکام کتب احادیث اور فقہ میں پوری تفصیل سے موجود ہیں اور جب سے وہ اسلام کی عیدیں قرار پائیں ہیں اسی وقت سے پورے تسلسل کے ساتھ ادا کی جارہی ہیں اور ان میں کبھی بھی اختلاف و انقطاع نہیں ہوا۔ اور ان کی مشروعیت میں کبھی بھی اختلاف نہیں ہوا۔ مگر تقسیم ہند کے بعد کی ایجاد کردہ اس عید کے کوئی احکام نہیں اور نہ ہی منانے کا کوئی طریقہ معلوم ہے۔ اور اسکی مشروعیت پر دنیا بھر کے اکثر مسلمانوں کا کبھی اتفاق بھی نہیں ہوا اگر یہ اصلی عید ہوتی تو شریعت کاملہ میں اس کے احکام ہوتے اور اس کی مشروعیت پر دنیا بھر کے مسلمانوں کا اتفاق بھی ہوتا اور اسکے انعقاد کے لئے سرکاری تحفظات کی کبھی ضرورت بھی پیش نہ آتی جس سے معلوم ہوا کہ یہ چودھویں صدی کی ایجاد کردہ یہ تیسری عید عید نہیں بلکہ خالص بدعت ہے۔ جس کے انعقاد پر کسی ایک دور مسلمانوں کا اجماع نہیں ہو بلکہ اکثریت اس کے ناجائز اور بدعت ہونے کی قائل ہے۔

حضرت مولانا محمد صبیح الدین صاحب کے لئے دعائے صحت کی اپیل

واعظ خوش الحان شیخ القرآن حضرت مولانا محمد صبیح الدین صاحب خطیب جامع مسجد علیا اہلحدیث سول لائن جہلم چند ہفتوں سے شدید علیل ہیں۔ بیماری کی شدت اور نقاہت کی وجہ سے مورخہ ۴ ستمبر کا جمعہ بھی نہیں پڑھا سکے۔

قارئین حرمین اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ دل کی گہرائیوں سے ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ و عاجلہ سے نوازے۔